بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

○

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت

کرے (قرآن حکیم سورۃ بقرہ ۲:۱۲۹)

دعائے خلیل

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی

(۱۴)

ادارۂ مسعودیہ

۲/۶،۵۔ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

تقریباً چار ہزار برس پہلے...... جب نار نمرود ٹھنڈی ہو چکی...... جب تعمیر کعبہ مکمل ہو چکی...... تو اللہ کے اس برگزیدہ رسول نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے...... اور پھر وادی مکہ کی نورانی فضاؤں میں یہ آواز گونج رہی تھی......

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡهِمۡ ط اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ O (۱)

(ترجمہ) ''اے ہمارے پروردگار انہیں میں سے ان میں ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور تیری کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں خوب پاک صاف کر دے۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔''

یہ دعا آسمان کی بلندیوں سے گزر کر عرش تک پہنچی اور دربار الٰہی میں قبول ہوئی کہ ایک برگزیدہ رسول کی دعا تھی...... پھر اس نبی منتظر کی آمد کے ذکرو اذکار ہونے لگے۔ ہندوستان کے ویدوں (۲) میں، اپنشدوں (۳) میں اور پرانوں میں صاف وہ نام نامی، ''محمد'' اور ''احمد'' نظر آ رہا ہے (۴) ...... زبور میں، حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحیفوں میں اور توریت میں آپ کی آمد کا ذکر ہے اور ''محمد'' اور ''احمد'' کی گونجنائی دے رہی ہے، گوتم بدھ سے ملفوظات میں ''رحمۃ للعالمین'' کی آمد آمد کا ذکر (۵) ہے اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بشارت سناتے ہوئے آسمان کی طرف اٹھتے چلے گئے۔

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَمُبَشِّرًۢا م بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ م بَعۡدِی اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ O (۶)

(ترجمہ) اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب کی توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور جن کا نام ''احمد'' ہے۔

بعثت نبوی سے پہلے آپ کی آمد آمد کا اتنا چرچا کیا گیا کہ سارا عالم آپ کو منتظر ہو گیا...... قرآن کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ آپ کو اس طرح جانتے پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے پہچانتے ہیں...... آپ کا ذکر اتنا ہوا، اتنا ہوا کہ آنے سے پہلے آپ کی شخصیت جانی پہچانی ہو گئی...... یہ امتیاز نوع انسانی میں صرف اور صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا...... اہل کتاب کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے:۔

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ (۷)

(ترجمہ) جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

ہاں، دعائے خلیل قبول ہوئی اور وہ آنے والا اس شان سے آیا کہ عالم کا رنگ ہی بدل کر رہ گیا...... ایک بہار آ گئی...... مرجھائے ہوئے مسکرانے لگے...... ایسی روشنی آ گئی...... بھٹکنے والے راہ پر لگ گئے...... یہ نوع انسانی پر اللہ کا خاص احسان تھا، اس کو جتایا گیا، اس کو دکھایا گیا اور ارشاد ہوا:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O (۸)

(ترجمہ) بے شک مسلمانوں پر اللہ کا بڑا احسان ہوا کہ انہیں میں سے ان میں ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک صاف کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

اللہ، اللہ یہ کلمات تو وہی ہیں وادی مکہ میں جن کی گونج سنی گئی تھی...... حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی وہ آرزو پوری ہوئی اور وہ تمنا بر آئی...... جبل فاران سے کبھی غروب نہ ہونے والا ایک آفتاب بہاں تاب طلوع ہوا...... ہاں وہ آنے والا آیا اور سارے عالم کے لئے آیا...... اور اعلان کر دیا گیا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا نِ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج (۹)

(ترجمہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ جس کی بادشاہی آسمانوں میں بھی ہے اور زمینوں میں بھی۔

بعثت نبوی کے وقت دنیا میں پانچ مذاہب نمایاں تھے...... مجوسی: یہ ایران خراسان، افغانستان، ترکستان اور پاک و ہند میں پائے جاتے تھے...... یہودی: یہ بھی عرب کے کچھ علاقوں میں موجود تھے...... بدھ: یہ پاک و ہند، جزائر شرقی، جاپان، چین، منگولیا، منچوریا، تبت وغیرہ میں تھے...... سوفسطائی: جن کو عقلیت پرست کہا جائے، یہ دنیا کے ہر خطے میں موجود تھے...... اور عرب کا حال یہ تا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے علاوہ کچھ لوگ دین ابراہیمی کے پیرو تھے باقی بت پرست اور دھریہ تھے...... سب اپنی اپنی جگہ موجود تھے، سب ہدایت وحکمت کے دعویدار تھے لیکن ہدایت وحکمت ناپید تھی اور ماحول تیرہ وتار تھا...... جبل فاران میں، جبل حرا میں، جبل نور میں اس پیکر نورانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کی نہ معلوم کتنی راتیں یہاں گزاریں...... لیکن آج ان راتوں کے شباب کا دن ہے...... روح القدس جلوہ گر ہیں اور سامنے محبوب کبریا ہیں:۔

اقراء...... پڑھئے۔ (۱۰)

آپ فرماتے ہیں:۔

میں پڑھا ہوا نہیں

پھر جب روح القدس نے آخری بار بغل گیر کر کے عرض کیا:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ O الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ O (۱۱)

(ترجمہ) اپنے رب کے نام سے پڑھو، وہ جس نے آدمی کو خون بستہ سے پیدا کیا...... پڑھو کہ تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے...... جس نے قلم سے لکھنا سکھایا...... آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

رب العالمین کا نام آنا تھا کہ آپ پڑھتے چلے گئے...... پڑھتے چلے گئے اور سارے عالم کو یہ درس دے گئے کہ علم ودانش کی بات کرو تو اس کو نہ بھلا دینا جس نے تم کو بنایا اور سنوارا...... جس نے اس کو بھلا دیا، اس نے حکمت ودانائی کو خاک میں ملا دیا...... جس رات آپ نے یہ ادب سکھایا وہ ۶۱۰ء کی کوئی رات تھی...... وحی آنے لگی...... مینہ برسنے لگا...... سیلاب امنڈنے لگا...... ۴۰ سال کی عمر شریف میں وحی کا آغاز ہوا (۱۲) اور ۲۳ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا...... اور ۲۳ سال کے اندر اندر جس کتاب/حکمت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آرزو کی تھی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آرزو کی تھی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا...... وہ آنے والا کتاب حکمت پڑھ کر سنائے...... کتاب/حکمت کی تعلیم دے اور کتاب حکمت کے چھپے بھید بتائے، حکمت ودانش نورانی سے ان کے دلوں کو جگمگا دیا...... دلوں کو جلا دیا...... آج وہ کتاب حکمت اتر رہی ہے...... آرزوئیں اور تمنائیں ایک ایک کر کے پوری ہو رہی ہیں......

قرآن حکیم نازل ہوتا جاتا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام کو لکھواتے جاتے...... کاتبین وحی کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے اور ایسے صحابہ کی تعداد ۱۳ کے لگ بھگ ہے جنہوں نے پورا قرآن حکیم لکھ کر محفوظ کیا...... ان میں یہ صحابہ بھی ہیں...... ابی بن کعب، ابوزید، معاذ بن جبل، عبداللہ بن عمر بن عاص، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم (۱۳)

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتابت کراتے اور تلاوت بھی فرماتے...... اللہ اللہ وہ کیا فضا ہوگی...... وہ کیا سماں ہوگا جب زبان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کلام خدا ادا ہو رہا ہوگا!...... آنکھوں سے آنسو ابل رہے تھے...... سینوں سے دل نکل رہے تھے...... جبینوں میں سجدے مچل رہے تھے...... قرآن حکیم نے ان بے قراروں کا یہ نظارہ دکھایا ہے:......

> اور جب وہ سنتے جو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اترا تو دیکھو کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لئے کہ وہ حق پہچانتے ہیں کہتے اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے۔ (۱۴)

ایک اور جگہ فرمایا:۔

اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ (۱۵)

(ترجمہ) جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ تھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

یہ قرآن جلوتوں میں بھی پڑھا جاتا ہے اور خلوتوں میں بھی...... خلوتوں کی طرف قرآن حکیم نے یوں اشارہ فرمایا ہے:۔

وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۝ (۱۶)

(ترجمہ) اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا ہے، خبردار ہے۔

گھروں میں ازواج مطہرات پڑھتیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تلاوت فرماتے تھے...... آپ کا معمول تھا نماز عشاء کے بعد باہر سے آنے والے وفود سے ملاقاتیں فرماتے...... اللہ اکبر: چراغ کی روشنی میں چٹائیوں پر بین الاقوامی مسائل طے ہوتے تھے اور امور مملکت حل کئے جاتے تھے!...... ایک رات دیر سے گھر سے تشریف لائے تو فرمایا آج ایک "حزب" میں سے کچھ باقی رہ گیا تھا مناسب خیال کیا کہ اس کو پڑھ کر پھر باہر آؤں...... (۱۷) قرآن حکیم کو آپ نے سات "احزاب" یعنی حصوں میں تقسیم فرمایا تھا اور اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم از کم روزانہ ایک "حزب" ضرور تلاوت فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ قرآن حکیم لکھوایا بلکہ آپ نے اس کے آداب بھی بیان فرمائے...... آپ نے یہ ارشاد باری سنایا:۔

> قرآن آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (۱۸)

آپ نے فرمایا:۔

> قرآن کو دیکھ کر پڑھا کرو کہ اس کا اجر بغیر دیکھے پڑھنے سے ایک ہزار درجہ زیادہ ہے۔ (۱۹)

آپ نے فرمایا:۔

> اپنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو...... (۲۰)

آپ نے فرمایا:۔

> قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو...... (۲۱)

آپ نے فرمایا:۔

> اچھی آواز سے پڑھنے والا وہ ہے جب پڑھے تو معلوم ہو کہ خدا سے ڈر رہا ہے...... (۲۲)

آپ نے فرمایا:۔

> پابندی سے تلاوت کیا کرو کہ یہ تلاوت زمین میں تمہارے لئے نور ہے اور آخرت میں سرمایہ وذخیرہ...... (۲۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ وہ آنے والا کتاب پڑھ کر بھی سنائے اور کتاب پڑھنا بھی سکھائے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کو پڑھ کر بھی سنایا اور قرآن پڑھانا بھی سکھایا کہ بھیجنے والے کا یہی ارشاد تھا:۔

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط (۲۴)

(ترجمہ) اے رسول جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے اترا ہیا اس کو پہنچا دو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم قرآن کا آغاز فرمایا...... آپ کے پاس قرآن مکتوب موجود تھا جس کا ذکر قرآن حکیم نے اس طرح کیا ہے:۔

وَقَالُوْآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا O (۲۵)

(ترجمہ) اور کہنے لگے (یہ تو) اگلوں کی کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ رکھی ہیں تو وہ ان پر صبح وشام پڑھی جاتی ہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن حکیم خود پڑھایا پھر جن صحابہ کو قرآن پڑھایا ان سے فرمایا کہ اب تم دوسروں کو قرآن پڑھاؤ...... جو قبائل مدینہ منورہ آکر مشرف بہ اسلام ہوتے ان کے ساتھ معلمین قرآن کر دیئے جاتے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر قریہ، ہر شہر، ہر قبیلے میں ایک معلم قرآن صحابی مقرر فرمایا جن کا دن رات یہی کام ہوتا کہ وہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے...... جن بستیوں میں اسلام پہنچا وہاں مسجدیں بنائی جاتی جہاں قرآن پڑھا جاتا اور پڑھایا جاتا...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں کیا تشریف لائے گویا دبستان کھل گیا...... عہد نبوی میں جہاں جہاں معلمین قرآن کی ضرورت ہوتی وہاں معلمین قرآن بھیج دیئے جاتے...... ۴ ہجری میں بنی عامر کے لئے ۷۰ معلمین قرآن بھیجے گئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناصب اور عہدوں پر تقرری اور ترقی کا دارومدار قرآن کو قرار دیا، جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا اس کو اسی اعتبار سے بڑا عہدہ دیا جاتا...... آپ نے فرمایا:۔

تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی......
(۲۶)

ذرا غور تو فرمائیں کہ قرآن کی تعلیم نے صدر اوّل کے مسلمانوں کو ایسا جہاں باں جہاں آراء بنایا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی...... آج اتنے سارے علوم پڑھ کر بھی ہم وہ مقام حاصل نہ کر سکے اور وہ خوبی پیدا نہ کر سکے...... قرآن کو بُھلا کر ہم نے کچھ نہ پایا سب کچھ کھو دیا...... کاش ہم سب کچھ بُھلا دیتے مگر قرآن کو یاد رکھتے...... کبھی رسوا نہ ہوتے، ہمیشہ سرفراز رہتے...... یہ محض خیال نہیں، تاریخی حقیقت ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر قرآن کے وقار کو اتنا بلند کیا کہ پھر کبھی اتنا بلند نہ ہوا...... آج ہمارا یہ حال ہے قاری قرآن کو خاطر میں نہیں لاتے ہزاروں لاکھوں قاری اور حافظ قرآن معاشی مشکلات کا شکار ہیں اور معاشرے میں ان کا کوئی مقام نہیں، بعض مقام پر ان کو وہ تنخواہیں دی جاتی ہیں جو چپڑاسیوں اور کلرکوں کو ملتی ہیں اور بعض مقامات پر یہ بھی نہیں...... مسلم معاشرے میں قرآن کو پڑھانے والوں کا یہ حال سخت غم ناک والم ناک ہے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے...... (۲۷)

آج کتنے ویران گھر ہمارے اسکولوں میں، کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں ملتے ہیں......

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کر گھر یاد آیا

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

وہ گھر خیر سے بالکل خالی ہے جس میں اللہ کی کتاب کا کوئی حصہ نہ ہو اس گھر کی مثال ایسے ویرانے کی سی ہے جس کا کوئی آباد کرنے والا نہ ہو...... (۲۸)

آج کتنے محل، کتنی کوٹھیاں، کتنے بنگلے، کتنے گھر، کتنی جھونپڑیاں آباد ہوتے ہوئے بھی ویران ہیں،......اللہ اللہ ہماری آبادیاں بھی ویران ہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ عرب قبائل میں قرآن کی تعلیم کو عام کیا بلکہ آپ نے شاہان عالم اور قبائلی سرداروں اور امراء سلطنت کے نام خطوط لکھ کر ''قرآن'' کا پیغام پہنچایا مثلاً

ایتھوپیا کے بادشاہ نجاشی کے نام نامہ مبارک ارسال فرمائی...... (۲۹) سلطنت روم کے بادشاہ، وہ سلطنت جو نہ صرف یورپ بلکہ شمال مشرق میں ترکستان، روس، جنوب میں شام اسکندریہ، مغرب میں بحیرہ روم میں اندلس تک پھیلی ہوئی تھی اس عظیم سلطنت کے بادشاہ، ہرقل کے نام آپ نے نامہ مبارک ارسال فرمایا اور قرآن کا پیغام پہنچایا...... (۳۰) ملک فارس کے بادشاہ خسرو پرویز کے نام نامہ مبارک ارسال فرمایا...... فارس وایران کی حکومتیں ایشیا کی عظیم الشان طاقت سمجھی جاتی تھیں اور عرب کے اکثر علاقے اس کے زیر نگین تھے...... (۳۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ ہرمزان کے نام، شاہ یمامہ کے نام شاہان حمیر کے نام، حاکم بحرین کے نام، سرداران بنی کلب اور حضرت موت کے نام...... (۳۲) نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے اور قرآن کے پیغام کو سارے عالم میں پھیلایا......اور دور ونزدیک سب کو حکمت کی تعلیم دی۔

قرآن حکیم اسرار ومعارف اور حکمت ودانش کا خزینہ ہے......اس کے آنے سے علم ودانش میں بہار آ گئی......ظلم وجہل کی تاریکیاں چھٹ گئیں...... ہر جدید صحت مند انقلاب کے پیچھے قرآنی تعلیمات جھلکتی نظر آتی ہیں اور علمی انقلاب کا آغاز تو نزول وحی کے آغاز سے ہو چکا تھا...... دن بدن نئے نئے علوم وفنون نکلے چلے آرہے ہیں؟...... یہ کہاں سے آرہے ہیں؟...... پہلے کیوں نہیں آئے، اب کیوں آرہے ہیں؟......دنیا تو ہزاروں برس سے قائم ہے...... یہ کس نے پردہ اٹھایا......یہ کس نے جلوہ دکھایا...... سنئے سنئے قرآن کیا کہہ رہا ہے:۔

مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (۳۳)

(ترجمہ) ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

اور فرمایا:۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَاناً لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَO (۳۴)

(ترجمہ) اور ہم نے تم پر قرآن اتارا، ہر چیز کا روشن بیان، مسلمانوں کے لئے ہدایت ورحمت اور بشارت۔

اور فرمایا:۔

وَھُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلاً ط (۳۵)

(ترجمہ) اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا گیا ہے......نظر نظر کی بات ہے...... کسی کو الفاظ وحروف نظر آتے ہیں، کسی کو معانی اور کسی کو اسرار ومعارف کا ایک دریا امنڈتا نظر آتا ہے......قاضی ابوبکر بن عربی لکھتے ہیں۔

قرآن کریم میں ۷۷ ہزار ۴ سو ۵ علوم ہیں...... (۳۶)

ابتدائی صدیوں میں قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالب علم علوم قرآنیہ پر سو سو کتابیں پڑھتا اور سماعت کرتا...... بلاشبہ قرآن کریم میں ایسے ایسے نکات اور اسرار و معارف ہیں جس سے دور جدید کے ماہرین بغیر کوشش و محنت اور تجربوں کی کلفتوں کے بہت سے حقائق معلوم کر سکتے ہیں اور کئے ہیں...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قرآن کی تعلیم دی جس کے اندر نہ معلوم کتنی صدیوں کے تجربات سمو کر رکھ دئے گئے ہیں...... اقبال نے کیا خوب کہا ہے:۔

صد جہان تازہ در آیات اوست

عصر ہا پیچیدہ در آیات اوست

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی قرآن میں وہ کچھ دکھایا جو دوسروں کو نظر نہ آیا آپ نے دیکھا بھی اور دکھایا بھی...... خود باخبر تھے ہمیں باخبر رکھا اور ایک ایسی کتاب حکمت دی جس کے رازہائے پنہاں روز بروز کھلتے چلے جاتے ہیں...... ریاضیات والے ریاضیات کے عجائبات دیکھ رہے ہیں...... فلکیات والے فلکیات کے عجائبات دیکھ رہے ہیں...... طبیعات والے طبیعات کے عجائبات دیکھ رہے ہیں قرآن کیا ہے مجموعہ عجائبات ہے۔ جو اس طرف آتا ہے خالی ہاتھ نہیں جاتا بلکہ یہاں تو عالم یہ ہے...... ع

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا

قرآن کی ایک ایک آیت میں دانش و حکمت کے سینکڑوں جہاں پنہاں ہیں...... نیک و بد کی اس دنیا میں، خیر و شر کے اس عالم میں ہم قطعی طور پر یہ نہیں جان سکتے کہ کون سی بات اور کونسا عمل مفید ہے اور کونسا عمل مہلک۔ کونسا عمل ہم کو پستی کی طرف لے جانے والا ہے اور کونسا عمل ہلاک کرنے والا ہے...... ہم کو ایسے ذریعہ کی جستجو ہے جو برق رفتاری کے ساتھ منزل تک پہنچا دے کہ عمر بے مایہ تو پائدار ہی نہیں...... ایک شرر ہے، ایک چنگاری ہے...... تجربوں کے لئے کہاں سے عمریں لائیں؟ روز زندگیاں گنوائیں...... بلاشبہ یہ وحی ہے جو زندگی کی آواز بن کر اس مشکل مرحلے پر ہم کو سہارا دیتی ہے اور ہماری دست گیری فرماتی ہے...... بھٹکنے والوں کو راہ پر لگاتی ہے...... یہ ایک روشنی ہے جو تجربوں کے ذریعے منزل تک پہنچنے والوں کو بغیر محنت و کلفت کے منزل تک پہنچا دیتی ہے...... اور مختصر زندگی میں وہ کچھ بتا دیتی ہے جو صدیوں میں بھی ہم نہ پا سکیں...... قرآن کہتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ (۳۷)

(ترجمہ) وہی ہے جو اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے تا کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشنیاں لے کر آئے...... نہیں نہیں خود روشنی بن کر آئے ایک ایسی تیز روشنی جو مستقبل کے دھندلکوں میں بھی اسی طرح دکھاتی ہے جیسے بالکل سامنے ہو...... کیوں نہ ہو؟

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ (۳۸)

(ترجمہ) اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں اسرار و معارف کے جو خزانے چھپائے تم کو کیا بتائیں؟......احادیث کے مطالعہ سے مستقبل کا ایک نیا جہاں سامنے آتا ہے آپ نے وہ وہ باتیں بتادیں جو آج ہم دیکھ رہے ہیں سن رہے ہیں اور محسوس کر رہے ہیں...... سنئے سنئے آپ کیا فرمار ہے ہیں:۔

۱_____ زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا تو سال مہینہ کی طرح ہو جائے گا اور مہینہ ایک ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کے برابر اور ایک دن ایک ساعت کی طرح اور ایک ساعت آگ کی چنگاری کی طرح...... (۳۹)

۲_____ تجارت عام ہو جائے گی اور کوئی شخص خرید و فروخت کرے گا تو کہے گا پہلے میں فلاں جگہ کے تاجر سے مشورہ کرلوں...... (۴۰)

۳_____ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے، ان کے سروں پر گانے بج رہے ہوں گے...... (۴۱)

۴_____ موت اچانک آجایا کرے گی، فالج اور حرکت قلب بند ہو جانا عام ہو جائے گا (۴۲)

۵_____ فتنے ظاہر ہونگے اور لوگ عمارتوں میں پھیل جائیں گے...... (۴۳)

۶_____ دین بگڑ جائے گا، سجاوٹ ظاہر ہوگی اور عمارتوں کو معزز بنایا جائے گا، خون بہے گا...... (۴۴)

۷_____ امین خیانت کرے گا اور خائن کو امین بنایا جائے گا...... (۴۵)

۸_____ باتیں رہ جائیں گی، عمل ختم ہو جائے گا، زبانیں بدل جائیں گی اور دلوں میں بغض بھر جائے گا اور لوگ آپس میں مخلصانہ تعلقات ختم کر دیں گے...... (۴۶)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں باخبر رکھا اور حکمت و دانائی کی وہ تعلیم دی جو قرآن حکیم میں سیلاب کی طرح امنڈ رہی ہے......قرآن حکیم کے مطالعہ سے زندگی کے جو حقائق اور اسرار و معارف معلوم ہوتے ہیں ان کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

۱_____ پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ خیر اور نیکی کے آگے شر اور بدی کی طاقت غالب نہیں آسکتی خواہ بظاہر وہ کتنی ہی قوی معلوم ہوتی ہو......مثلاً جالوت کے مقابلے میں طالوت کی فتح، فرعون کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصرت و کامیابی، قریش کے مقابلے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح و نصرت وغیرہ وغیرہ۔

۲_____ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اشیائے عالم میں خالق عالم کا حکم جاری و ساری ہے...... ہر شے کی تاثیر اس کے حکم سے وابستہ ہے جب وہ حکم دیتا ہے تو تاثیر بدل جاتی ہے......مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا، نمرود کی آگ۔

۳_____ تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب وہ قادر قدیر چاہتا ہے تو عام اصول فطرت کے خلاف واقعات ظہور میں آتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت، حضرت مریم علیہا السلام کے لئے درخت کا سبز ہو کر پھل دینا، حضرت مریم علیہا السلام ہی کے لئے بے موسم کے پھل اُترنا۔ حضرت عزیز علیہ السلام کا ایک سو برس کے بعد زندہ ہونا، ہزاروں بنی اسرائیل کا ایک نبی کی دعا سے دوبارہ زندہ ہونا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا میں راستہ بن جانا۔

۴_____ چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر اللہ چاہے تو بغیر واسطے کے براہ راست عطا فرماتا ہے مثلاً بنی اسرائیل کے لئے من وسلویٰ، حضرت یونس علیہ السلام کے لئے نئی زندگی، حضرت مریم علیہا السلام کے لئے بے موسم کے پھل، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے آب زمزم۔

۵_____ پانچویں بات یہ معلوم ہوتی ہے جن برگزیدہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ اپنا بنالیتا ہے وہ عام انسانوں سے بہت بلند ہو جاتے ہیں اور ان کو وہ اختیار و اقتدار ملتا ہے جس کا عام انسان تصور بھی نہیں کر سکتا مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پالنے میں بولنا، حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چاند کو شق کرنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا، مٹی کے پرندوں میں جان ڈالنا، حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹیوں کی باتیں سننا اور ایک دن میں مشرق و مغرب کا سفر کرنا، چرند، پرند، حیوانات اور ہواؤں پر حکومت کرنا۔

۶____ چھٹی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں سے جو چیز مس ہو جاتی ہے وہ متبرک و مقدس اور فیض رساں ہو جاتی ہے مثلاً پیرہن یوسف علیہ السلام، خاک پائے جبرئیل، تابوت سکینہ اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی باقیات صالحات عمامہ، پیرہن، نعلین وغیرہ، حضرت ابراہیم علیہا السلام کا نشان قدم ''مقام ابراہیم'' وغیرہ وغیرہ۔

۷____ ساتویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ برگزیدگان حق دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی مشکل کشا ہوتے ہیں..... مثلاً تعمیر بیت المقدس اور حضرت سلیمان علیہ السلام۔

۸____ آٹھویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر مصائب پر صبر کیا جائے تو انجام کار سرفرازی نصیب ہوتی ہے مثلاً حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ایوب، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت یونس، حضرت یوسف علیہم السلام کے واقعات وحوادث۔

۹____ نویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کفران نعمت کرنے والی قومیں غضب الٰہی کا شکار ہوتی ہیں..... مثلاً قوم لوط، قوم صالح، قوم عاد وثمود، قوم نوح وغیرہ۔ (۴۷)

جس قرآن میں یہ حقائق ومعارف ہیں اسی میں وہ مکمل دستور حیات ہے جس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل معاشرے کی تشکیل نو ہوئی اور نوع انسانی کی انفرادی زندگی، خاندانی وشہری زندگی اور سیاسی وملکی زندگی میں ایک عظیم انقلاب آیا۔

انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تشکیل نو کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے وہ حکیمانہ ارکان پیش کئے جس نے قوموں کو مرنے کے بعد زندہ کیا اور ایسا زندہ کیا کہ انہوں نے دوسری مردہ قوموں کو زندہ کیا..... آپ نے اسلام کے ارکان خمسہ کلمہ توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی تعلیم دی..... کلمہ توحید نے انسانی فکر میں حیرت انگیز انقلاب برپا کیا سارے باطل خداؤں کی نفی نے انسانی فکر وعمل کی تعمیر وتشکیل میں ایک اہم کردار ادا کیا، جس ماحول میں انسان کو باطل خدا نظر آتے تھے اور ہر وقت وہ اپنے ماحول سے ڈرتا سہمتا رہتا تھا۔ کلمہ توحید پڑھ کر سارا غبار چھٹ گیا اور انسان نڈر بن گیا اس کے حوصلے بڑھ گئے اس کی ہمتیں بلند ہوگئیں اور فکر ونظر میں ایک ایسی ذات جلوہ گر نظر آنے لگی جس نے موت کو بھی دلربا بنا دیا اور انسان زمین سے آسمان تک بلند ہوگیا، سارے جہاں کا مغلوب غالب ہوگیا۔ بے شک..... ع

ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

کلمہ توحید نے اگر انسانی فکر میں انقلاب برپا کیا تو نماز نے عملی طور پر اس کی منتشر قوتوں کو یک جا کیا، باطل خداؤں کے آگے جھکنے والا اب صرف ایک اللہ کے آگے جھکنے لگا، اور ہزار سجدوں سے آزاد ہوگیا اور اس پر پہلی مرتبہ یہ راز منکشف ہوا کہ وہ خالق کائنات کا ایک عظیم شاہکار ہے جس میں نہ معلوم کتنی قوتیں اور امکانات پوشیدہ ہیں جو اگر کام میں لائی جائیں تو انسان ایک مافوق الفطرت طاقت بن کر ابھر سکتا ہے۔

زکوٰۃ نے انسان کی معیشت میں انقلاب برپا کیا اور وہ انسان جو نان شبینہ کا محتاج تھا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا تھا، اب غنی ہوگیا، دوسروں کو دینے لگا اور اتنا دیا، اتنا دیا کہ لینے والے بھی نہ رہے..... فقرہ مسکینی کی جگہ استغنا تے لے لی..... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایسا خوددار اور باغیرت بنایا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔

آپ نے فرمایا:۔

سوال ذلت ہے اگر چہ والدین ہی سے کیوں نہ ہو

ایسی خودداری کا سبق دینے والے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک پست اور مسکین قوم کو اتنا بلند کیا کہ سارا عالم اس کا بھکاری بن گیا..... بے شک مرد مومن..... کی یہ شان نہیں کہ وہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے جن کی شان یہ تھی.....

کونین کا غم، یاد خدا، درد شفاعت
دولت ہے یہی دولت سلطان مدینہ

حج نے مسلمانوں کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کیا اوران کو اجتماعیت اور بین الاقوامیت کا گر بتایا......گھروں میں بند ہونے والے اور شہروں میں محدود رہنے والے انسانوں کو دنیا کی سیر کرائی، سارے عالم کے انسانوں کو ایک مرکز پہ جمع کر کے اپنے پیاروں کے آثار دکھائے اور سب کے دل میں اپنی لگن لگائی تا کہ دل و دماغ قوی ہوں اور آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا ارکان حج کیا ہیں یادوں کے چراغ ہیں......اپنی تاریخ کو یاد رکھنا زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے......

اقبال نے خوب کہا ہے......

ضبط کن تاریخ را زندہ شو
از نفس ہائے رمیدہ پائندہ شو

جن انسان ارکان حج ادا کرتا ہے اس کو کیا کیا یاد آتا ہے......حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وادی مکہ میں پہلے پہل آنا، حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو تنہا چھوڑ کر جانا، حضرت ہاجرہ کا پانی کے لئے، ادھر ادھر دوڑنا، حضرت اسماعیل کی ایڑھیوں کی رگڑ سے پانی کا پھوٹ پڑنا، دربار الٰہی میں فرزند دل بند کی قربانی پیش کرنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کا چل پڑنا، شیطان کا وسوسہ سے ڈالنا اور آپ کا کنکریاں پھینکنا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قربانی کے لئے تیار ہونا اور باپ کا پیشانی کے بل بیٹے کو زمین پر لٹانا، کلام الٰہی کی گونج سے عالم کا تھرا اٹھنا اور قربانی کا دربا الٰہی میں قبول ہونا، تعمیر کعبہ کے لئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا مستعد ہونا اور تعمیر کعبہ کے بعد اعلان حج کرنا، سارے عالم سے حاجیوں کا امنڈ پڑنا، پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) منتظر کی آمد آمد کی تمہید اٹھنا......اللہ اللہ حج کیا ہوتا ہے صدیوں کی تاریخ نظروں میں سما جاتی اور ایک اک رکن میں محبوبان خدا کے جلوے نظر آتے ہیں اور ان کے مقام اور منزلت کا اندازہ ہوتا ہے اور دل ایک عجیب کیف و سرور سے آشنا ہوتا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادات کے بعد معاملات اور اخلاق کا درس دیا اور دانائی وحکمت کے ایسے ایسے اسرار بتائے کہ پستی کی طرف جانے والی قوم بلندی کی طرف جانے لگی۔

انفرادی زندگی میں تہذیب نفس کیلئے آپ نے وہ کچھ بتادیا جس میں پیغمبرانہ حکمت کی شان نظر آتی ہے......مثلاً امر بالمعروف نہی عن المنکر، ضبط نفس کہ نفس کی بیقراری ساری برائیوں کی اصل ہے، گناہوں سے مغفرت، اللہ کی رحمت سے امیدواری، واضع وانکسار، ملنا جلنا رشتہ داریوں کو قائم رکھنا، عیادت وتعزیت، مجالس ومحافل، خط وکتابت، دعوت وضیافت میزبانی ومہمان نوازی، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے، بیٹھنے اٹھنے، آنے جانے، بقاء نسل، اور تربیت وغیرہ کے تمام جزئیات سمیٹ کر پوری زندگی کو اپنے دامن رحمت میں لے لیا۔

خاندانی اور شہری زندگی کو بلند سے بلند تر بنانے کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور کا حکم دیا، والدین اور عزیزوں سے حسن سلوک، تہذیب وتمدن کو برباد کرنے والے جرائم کی روک تھام اور سزاؤں کا تعین، اخلاق حسنہ، بیع وشراء، نکاح ومیراث، معاہدات کی پابندی، عدل وانصاف، وصیت وولادت، امانت وخودداری، کسب حلال، جان ومال کا تحفظ، بحری وبری سفر کی ترغیب، اشاعت علم اور تحصیل علم کی ترغیب، کفایت شعاری ومیانہ روی، لغویات سے پرہیز، وقت اومال کے ضیاع اور اسراف وتبریز سے پرہیز، شراب خوری اور قمار بازی کی ممانعت، بدگمانی، تفاخر اور طعنہ زنی کی ممانعت، غیبت وتہمت طرازی کی ممانعت، حقوق انسانی میں عدلوانصاف کا قیام، سوال کرنے کی ممانعت......وغیرہ وغیرہ۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاسی، ملکی سطح پر جو تعلیمات ارشاد فرمائیں ان میں دانائی اور حکمت کے راز پنہاں ہیں آپ نے فرمایا بڑے بڑے شہر آباد نہ کرو کہ سارے فتنے بڑے شہروں سے پیدا ہوتے ہیں...... آپ نے مطلق العنان بادشاہوں اور سربراہان مملکت کو اللہ کے احکام کا پابند فرمایا ان کے اختیارات کو محدود کیا اور غیر ضروری اخراجات پر پابندی لگا کر قومی خزانے کا نگہبان ومحافظ بنایا، دشمن کے مقابلے کے لئے ہمیشہ تیار رہنے اور آلات حرب کو آراستہ رکھنے کی ہدایت فرمائی...... دوران جنگ شہریوں، بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور عابدوں کو قتل کرنے، عمارتوں اور عبادت گاہوں کو ڈھانے اور فصلوں کو تباہ کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی اور ایک شاندار دستور جنگ دیا، جس پر اس ترقی یافتہ دور میں بھی عمل نظر نہیں آتا، جہاں جرم ضعیفی کی پاداش میں ہزاروں قتل کئے جاتے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضعفاء کی حمایت فرمائی اور قوی سے ضعیف کا حق دلوایا...... معاشرے میں ابتری وبد نظمی جب ہی پیدا ہوتی ہے جب قوی اپنی قوت کے بل بوتے پر ضعیف کا حق چھیننے کی کوشش کرتا ہے اور کوئی اس کو روکنے ٹوکنے والا نہیں ہوتا...... انسان خون بہانے کا عادی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعلان فرما کر وقار زندگی بلند کر دیا، آپ نے فرمایا:۔

> لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام کر دی گئیں...... خبردار ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ (۴۸)

پھر آپ نے خاندان کا ایک خون معاف کر کے عفو و درگزر کی زندہ مثال قائم کی اور آن کی آن میں قبائل میں ہونے والی صدیوں کی خون ریزی کو بند کر دیا اور لوگوں کو اخوت ومحبت کے بندھن میں باندھ دیا...... مسلمان تو مسلمان آپ نے ایسے غیر مسلم کے قتل کی بھی سختی سے ممانعت فرمائی جو مسلمانوں کی حفاظت میں ہو یا جس نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کیا ہو۔

آپ نے فرمایا:۔

> جس نے معاہد غیر مسلم کو قتل کیا وہ کبھی جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔

اور مظلوم کے قتل پر یہ وعید سنائی:۔

> آسمان وزمین کی تمام مخلوق اس کے قتل پر مستفق بھی ہو جائے تو بھی اللہ ان کو سزا دئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

آپ نے خود قتل وخون ریزی سے اتنا اجتناب کیا کہ فتح مکہ اس کی روشن مثال ہے...... جب فتح وکامرانی قدم چوم رہی تھی، جب برسوں کے دشمن پر آپ غالب آچکے تھے جب جذبات شباب پر تھے اور ہر مسلمان انتقام کے لئے بے چین تھا کہ اچانک آواز آئی:۔

- ......جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کرو۔
- ......جو شخص اپنے گھر میں یا دشمن کے گھر میں بند ہو جائے اسے قتل نہ کرو۔
- ......جو بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کرو۔
- ......جو زخمی ہو جائے اسے قتل نہ کرو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سارے دشمنوں کو امان دے کر ایک ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔

آپ کی تعلیمات کا مقصد عظمیٰ اور حاصل، تزکیہ روح اور تزکیہ فکر ونظر تھا...... دل و دماغ کا زنگ صاف ہو جائے تو زندگی، زندگی بن جاتی ہے...... ساری کوششوں کا مآل یہی تزکیہ نفس ہے دعائے خلیل میں جس کی آرزو کی گئی اور ارشاد خداوندی میں جس کا ذکر کیا گیا...... تزکیہ سے انسان بنتا ہے انسان سے قوم بنتی ہے قوموں سے جہاں بنتے ہیں...... انسان، انسان نہیں تو کچھ بھی نہیں...... آبادیاں بھی ویران ہیں، بلکہ ویرانے سے زیادہ دہشت ناک، جہاں زندہ رہنا مشکل ہے، جہاں عزت سنبھالنا مشکل ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صنعتیں قائم کیں نہ شہر آباد کئے، آپ نے تو دل آباد کئے اور دل کیا آباد ہوئے سارا جہاں آباد ہو گیا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوع انسانی کو مرکز توحید رسالت پر جمع کیا اور ایک مرکزی فکر عطا فرمائی...... اس میں امیر بھی تھے، غریب بھی تھے، کالے بھی تھے، گورے بھی تھے...... عجمی بھی تھے اور عربی بھی تھے...... کیمونسٹوں نے اسلام ہی سے مرکزیت کا یہ سبق سیکھا مگر انہوں نے غربت ومسکینی پر سارے عالم کو جمع کرنا چاہا لیکن یہ تو سارے عالم کو جمع کرنا نہ ہوا بلکہ سارے عالم کے ایک طبقے کو جمع کر کے دوسرے طبقے کے خلاف بھڑکانا ہوا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امیروں کو غریبوں کا سہارا بنایا تھا، اب ان امیروں کو غریبوں کا حریف بنا کر ایک کبھی نہ ختم ہونے والی جنگ شروع کر دی گئی...... اسلام کسی کو کسی کے خلاف نہیں بھڑکاتا۔ اس کا پیغام سارے عالم کے لئے ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''رحمت للعالمین'' ہیں...... غریبی اور امیری ایک اضافی چیز ہے...... اج جو غریب ہے کل وہ امیر بن سکتا ہے اور آج جو امیر ہے کل وہ غریب ہو سکتا ہے...... تو کیمونسٹ نظام کی بنیاد جس نظریہ پر ہے وہ تو ہل رہی ہے وہ تو ڈھے رہی ہے...... مگر توحید کا پرستار جہاں ہے ایک حالت پر ہے، اس کی اساس فکر قائم ودائم اور حیّ وقیوم ہے...... یہ نہایت جاندار و پائندار ہے...... اسی لئے کیمونسٹوں کے پیغام میں وہ تاثیر نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دانش وحکمت میں ہے کیوں کہ پیچھے ایک ایسی تابناک شخصیت تھی جو سراپا عمل تھی آپ نے جو کچھ کہا پہلے خود کر کے دکھایا بلکہ اوروں سے زیادہ کر کے دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ پیغام کی تاثیر کا عالم یہ تھا کہ سارے جہاں کے لوگ کھنچے کھنچے چلے آ رہے تھے اور دنیا کی کایا پلٹ رہی تھی...... تھامس کارلائل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس شخصیت اور پیغام کی تاثیر کی یہ کیفیت دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھا:۔

> ''آپ کا آنا گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا، ملک عرب زندہ ہو گیا...... عرب گلہ زبانوں کی ایک غریب قوم تھے، چٹیل میدانوں میں پھرا کرتے تھے، کسی کو ان کا خیال بھی نہ آتا تھا کوئی ان کے متعلق سوچتا بھی نہ تھا...... اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوا اور ایک ایسی کتاب لایا جس پر وہ دل وجان سے ایمان لے آئے...... پھر کیا ہوا؟...... اس کا سارے عالم میں چرچا ہونے لگا...... جس کو کوئی نہ جانتا تھا اس کو سب جاننے لگے...... ایک اور صدی کے اندر اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ تھا اور دوسری طرف دہلی...... عرب کی بہادری وعظمت اور عقل کی روشنی عرصہ دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصے پر چمکتی رہی...... گویا ایک چنگاری ریگستان کے ظلمت کدے میں گر پڑی اور وہ بارود بن کر پھٹ گئی اور غرناطہ سے دہلی تک کی فضاؤں کو روشن کر گئی۔'' (۴۹)

اور یہی سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز تھا کہ جب دور جدید کا ایک فاضل مائیکل ہارٹ دنیا کے سو انسانوں کو انتخاب کرنے لگا تو مجبور ہو گیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی سرفہرست رکھے اور آپ کو سارے عالم کا سرتاج بنائے...... مائیکل ہارٹ اعتراف حقیقت کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

> He was the only man in history who was supremely successful on both the religious and sucular levels......
> Today thirteen centuries after his death, his influnece is still powerfuland pervasive......
> It is this unparalled combination of secular and religious infuluence, which I feel entitled MUHAMMAD to be considere the most influencial figure in human history.(50)

حوالے اور حواشی

۱۔ قرآن حکیم: سورہ البقرہ: آیت ۱۲۹

۲۔ ڈاکٹر وید پرکاش اوپادھیائے، کلکی اوتار اور محمد صاحب، الہ آباد (قلمی)

۳۔ ایضاً

۴۔ ڈاکٹر وید پرکاش اوپادھیائے، کلنکی اوتار اور محمد صاحب، الہ آباد (قلمی)

۵۔ مناظر احسن گیلانی: النبی الخاتم، مطبوعہ دہلی، ص۔ ۴۹، ۵۰۔ ۵۳

۶۔ قرآن حکیم: سورۃ الصف، آیت ۶

۷۔ قرآن حکیم: سورۃ الانعام، آیت ۲۰

۸۔ قرآن حکیم: سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴

۹۔ قرآن حکیم: سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸

۱۰۔ قرآن حکیم: سورہ العلق، آیت ۱

۱۱۔ قرآن حکیم: سورۃ العلق، آیت ۵۔ ۱

۱۲۔ محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص۔ ۹۴

۱۳۔ (ا) محمد اسماعیل: صحیح بخاری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص۔ ۹۴

(ب) ابن اثیر: اسد الغابہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۹۰ھ، ج۔ ۱، ص۔ ۴۷

(ج) ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحبہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ، ج۔ ۱، ص۔ ۱۴

(د) ابن سید الناس: عیون الاثر، ج۔ ۲، ص۔ ۵، ۳۱۴، ۳۱۶

۱۴۔ قرآن حکیم: سورۃ المائدہ، آیت ۸۳

۱۵۔ قرآن حکیم: سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۰۷

۱۶۔ قرآن حکیم: سورۃ احزاب، آیت ۳۲

۱۷۔ احمد بن حنبل: المسند، ج۔ ۴، ص۔ ۳۴۳

۱۸۔ قرآن حکیم سورۃ المزمل، آیت ۴

۱۹۔ ولی الدین محمد عبداللہ: المشکوۃ المصابیح، مطبوعہ دہلی، ص۔ ۱۸۸، ۱۸۹

۲۰۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۴ھ، ص۔ ۹۶

۲۱۔ عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی: سنن نسائی، ج۔ ۱، ص۔ ۱۰۷

۲۲۔ سنن ابن ماجہ، ص۔ ۱۹۶

۲۳۔ ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم، قشیری: صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی، ۱۳۴۹ھ، ج۔ ۱، ص۔ ۲۶۸

۲۴۔ قرآن حکیم: سورۃ المائدہ، آیت ۶۷

۲۵۔ قرآن حکیم: سورۃ فرقان، آیت ۵

۲۶۔ محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاری، ج۔ ۲، ص۔ ۷۵۲

۲۷۔ ابوعیسیٰ ترمذی: جامع الترمذی، ج۔ ۲، ص۔ ۱۱۵

۲۸۔ ابن قتیبہ الدینوری: حلیۃ الاولیاء طبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ، ص۔ ۱۷۴

۲۹۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی: دعوت نامے، مطبوعہ دہلی۔ ۷۱، ۷۲

۳۰۔ ایضاً، ص۔ ۱۱۲

۳۱۔ ایضاً، ص۔ ۱۲۵

۳۲۔ ایضاً، ص۔ ۱۳۰، ۱۴۶، ۱۶۰، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۹۶، ۲۰۲ اور ۲۰۵

۳۳۔ قرآن حکیم: سورۃ الانعام، آیت ۳۸

۳۴۔ قرآن حکیم: سورۃ النحل، آیت ۸۹

۳۵۔ قرآن حکیم: سورۃ الانعام، ۱۱۴

۳۶۔ جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج۔ ۲، ص۔ ۱۲۷، ۱۲۸

۳۷۔ قرآن حکیم: سورۃ الحدید، آیت ۹

۳۸۔ قرآن حکیم: سورۃ نجم، آیت ۱

۳۹۔ احمد بن محمد الغماری الحسنی: اسلام اور عصری ایجادات (ترجمہ اردو)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۰ء، ص۔ ۲۸

۴۰۔ ایضاً، ص۔ ۴۱

۴۱۔ ایضاً، ص۔ ۴۲

۴۲۔ ایضاً، ص۔ ۶۵

۴۳۔ ایضاً، ص۔ ۷۱

۴۴۔ ایضاً، ص۔ ۷۲

۴۵۔ ایضاً، ص۔ ۷۳

۴۶۔ ایضاً، ص۔ ۸۳

۴۷۔ علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی: عجائب القرآن، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء

۴۸۔ محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاری، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء

۴۹- Thomas Carlyle: On Heroes and Hero-worship, London 1963

۵۰۔ Michael H.Hart: the 100...A Ranking Of The Most Influencial Pe rsons of History, New York

☆☆☆